Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities

(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)

Home Page: <http://www.arjish.com>

Approved by HEC in "Y" Category

Indexed with: IRI (AIU), Australian Islamic Library,
ARI, ISI, SIS, Euro pub.

Published by the Al-Khadim Foundation which is a
registered organization under the Societies Registration
ACT XXI of 1860 of Pakistan

Website: www.arjish.com

Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020

This work is licensed under a

[Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

TOPIC:

Agreeableness in Human Psychology, An Analysis in the light of
The Holy Prophet's ﷺ Teachings

AUTHORS:

1. Muhammad Nadeem, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Govt. College University, Faisalabad.

Email: Zendadil662@gmail.com , ORCID ID: <https://orcid.org/0000-0002-2469-6722>

2. Humayoon Abbas, Professor, Department of Islamic Studies, Govt. College University, Faisalabad.

Email: drhumayunabbas@gcuf.edu.pk , ORCID ID: <https://orcid.org/0000-0002-6630-3157>

How to cite:

Nadeem, M. , & Abbasi, H. . (2020). U-5 Agreeableness in Human Psychology, An Analysis in the light of The Holy Prophet's ﷺ Teachings. Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities, 4(2), 81-96.

[https://doi.org/10.53575/u5.v4.02\(20\).81-96](https://doi.org/10.53575/u5.v4.02(20).81-96)

URL: <http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/141>

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 81-96

Published online: 2020-09-10

QR Code

انسانی نفسیات میں موافقت سازی (Agreeableness)، تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں جائزہ

Agreeableness in Human Psychology, An Analysis in the light of

The Holy Prophet's ﷺ Teachings

Muhammad Nadeem*

Humayoon Abbas**

Abstract

Beyond an iota of doubt, the world has been entangled in the plethora of problems. Materialistic and capitalistic approaches to life have bogged down the people of the planet into the quagmire of psychological catastrophe. All gigantic problems like terrorism, stress, violence, extremism and even dictatorship trace back their origin to psychology. That is why psychologists, in these days, are burning the midnight oil to find out solution of these psychological disorders. Having set so, Islam is the religion that encapsulates every aspect of life. The Divine Beloved Prophet Muhammad ﷺ in His apparent life-time unearthed pragmatically the solutions to various complexities of life. In this article, I have discussed one aspect of psychology out of the big five factors, which is named as *Agreeableness*. I have dealt with its significations as they are in modern psychology and then have launched upon a debate about them with reference to the Hadeeths of our the Universal Prophet Muhammad ﷺ.

Keywords: psychology, Agreeableness, the Holy Quran, Islam, the teachings of the Prophet Muhammad,

نبی کریم ﷺ نے چودہ صدیاں پہلے ہی اپنی تعلیمات (قرآن و حدیث) کو انسانیت کے لیے عظیم تحفہ عطا فرمایا ہے۔ جس میں مستقل اقدار انسانیت کو حیوانیت کی بجائے احترام آدمیت پر مبنی ایک نظام حیات فراہم کر رہی ہیں۔ مستقل اقدار کیا ہیں؟ اور کیسے ایک انسان دوست معاشرے کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے جدید دور کی دنیا انسانی نفسیات کے اندر دن رات تحقیق کرتے کرتے ہلکان ہوئے جا رہی ہے اور اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ پانچ کرداری نفسیاتی نمونے ہیں، یا پانچ بنیادی عناصر کے اندر عصری ماہرین نفسیات حل نکالنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں۔ یہ پانچ بڑے عوامل درج ذیل ہیں:

1-Openness to experience

2-Conscientiousness

3-Extraversion

4-Agreeableness

5-Neuroticism

مندرجہ بالا پانچ بڑے عوامل میں سے موافقت سازی (Agreeableness) کے متعلق تعلیمات نبوی ﷺ کو موضوع تحقیق بنایا

* Ph.D Scholar ,Department of Islamic Studies, Govt. College University, Faisalabad.

Email: Zendadil662@gmail.com , ORCID ID: <https://orcid.org/0000-0002-2469-6722>

** Professor, Department of Islamic Studies, Govt. College University, Faisalabad.

Email: drhumayunabbas@gcuf.edu.pk , ORCID ID: <https://orcid.org/0000-0002-6630-3157>

ہے۔ موافقت سازی (Agreeableness) پانچ بڑے عوامل میں سے ایک اہم عامل ہے جو کہ انسان کی شخصیت سازی میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اردو میں اسے متعدد ناموں سے پکارا جاتا ہے جن میں سے زیادہ اہم "موافقت سازی/ موافقت طبعی، سازگاری، خوشگوار اور دل پذیری" ہیں۔ ان اسماء سے ترتیب پانے والے اسمائے صفات "موافق، موافقت ساز/ موافقت طبع، سازگار، خوشگوار اور دل پذیر" ہیں موافقت سازی یا سازگاری کے اور بھی کئی نام ہیں جن میں سے نمایاں نرم دلی، اطاعت و فرمانبرداری بمقابلہ مخالفانہ نافرمانی، محبت بمقابلہ نفرت، اہلیت پسندیدگی، بہم رابطہ سازی اور مطابقت پذیری ہیں۔ تاہم کوئی نام بھی بشمول موافقت سازی بحد کفایت شخصیت کے اس پہلو کی وسعت یا مساوی معنویت پر حاوی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بطور نام موافقت سازی کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے خصوصاً اس لیے کہ یہ لفظ تنگ داماں ہے اور شاید تسلیم و رضا پر ضرورت سے زیادہ زور دیتا ہے۔ شیر اور گراسی آنو موافقت سازی کی تعریف میں اسی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہتے ہیں:

"Agreeableness is a personality dimension (or set of related traits) that describes a class of individual differences that generally have to do with being pleasant, likable, and harmonious in relations with others. Empirical research finds that Agreeableness as a dimension hangs together consistently (persons who are "kind" also tend to be "considerate"), is relatively stable and enduring over time, and is related to many kinds of human activity."¹

سازگاری شخصیت کی وہ جانب (یا اوصاف متعلقہ کا ایسا مجموعہ) ہے جو شخصی امتیازات کے ایک ایسے گروہ کو بیان کرتا ہے جس کا ناطہ بالعموم دوسروں کے ساتھ تعلقات میں خوشگوار، پسندیدہ اور ہم آہنگ ہونے سے ہے۔ تجرباتی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ سازگاری (موافقت سازی) ایک پہلو کے طور پر مستقیم انداز میں بہم منسلک ہے (جو لوگ "رحمدل/ مہربان" ہوتے ہیں وہ لحاظ دار ہونے کا بھی رجحان رکھتے ہیں)، نسبتاً دیر تک مستقل اور پائدار ہوتی ہے اور انسانی سرگرمی کی کئی اقسام سے متعلق ہے۔

بعد ازاں وہ سازگاری کے ضمن میں مستعمل اسمائے صفات کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"Trait adjectives that are positively associated with Agreeableness include kind, warm, cooperative, unselfish, polite, trustful, generous, flexible, considerate, and agreeable. Trait adjectives that are negatively associated with Agreeableness include cold, unkind, uncooperative, selfish, rude, distrustful, stingy, stubborn, and inconsiderate. Overall, Agreeableness describes a broad, but related, set of individual differences in how a person relates to others. Specially, Agreeableness appears to describe differences in being predominantly prosocial or other-oriented versus antisocial or self-oriented in social interactions."²

خاصائی اسمائے صفات جو سازگاری سے مثبتاً تعلق رکھتے ہیں ان میں مہربان، گرمجوش، تعاون شیوہ، بے غرض، مہذب، پر اعتماد، فراخ دل، چکدار، احساس مند، اور خوشگوار شامل ہیں جبکہ اس سے ملتے جلتے اسمائے صفات میں سرد مہر، نامہربان و بے رحم، غیر معاون، خود غرض،

بد تہذیب، بد اعتماد، کجخوس و تنگدل، ہٹ دھرم، اور بے لحاظ شامل ہیں۔ بحیثیت مجموعی، موافقت سازی دوسروں سے کسی شخص کی کیفیت تعلق کے ضمن میں شخصی امتیازات کے وسیع مگر بہم مربوط مجموعہ کو بیان کرتی ہے۔ علی الخصوص، سازگاری معاشرتی تعاملات میں سماج بیزار یا بخود سمت ہونے کے برعکس اغلب انداز میں معاشرت آور یا بدیگر سمت ہونے میں واقع امتیازات کو بیان کرتے دکھائی دیتی ہے۔

مزید تحقیق میں جاتے ہوئے یہی مصنفین خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ گروہی تعامل میں جہاں مقابلہ بازی ہو وہاں موافقت سازی کامیاب ثابت نہیں ہوتی بلکہ گروہی تعاملات سے لطف اندوزی کے لیے کارگر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سازگاری گروہی پیوستگی میں اہم کردار ادا کرتی ہے لہذا جماعتی ٹوٹ پھوٹ کے خلاف یہ ایک دفاعی ہتھکنڈا ہے، اور اشتراک کے لیے جن سماجی محرکات کی احتیاج ہوتی ہے موافقت سازی ان کے لیے مفید ہے۔ تاہم موافقت سازی منظم نامہ کاموں اور کاروباری لیڈر شپ میں، جہاں فیصلے لینے کی ضرورت ہوتی ہے، کارگر نہیں بلکہ ممبران کے اندرونی اتحاد کے لیے مؤثر ہے، اسی طرح سے یہ پیشہ وروں اور ہنرمند مزدوروں سے متعلق کارکردگی میں بہت کارآمد ہے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ سازگاری ٹیم ورک کے لیے سودمند ہے جبکہ مسابقت انگیز کاروباری ماحول، مقابلہ آمیز مقاصد اور امور و مفادات میں زیادہ کارگر نہیں ہے، کیونکہ خود استفادے بے غرضی اور مثبت معاشرتی سمت بندی جو کہ سازگاری کا زیور ہیں کے خلاف ہے۔ اسی طرح سے موافقت سازی کا اہم نشان دہندہ "فکر دیگران" عموماً فقدان اختلاف اور دوسروں کے ساتھ کمتر آویزش کی طرف لے جاتا ہے۔ گویا سازگاری کو سلجھانے کے سلسلے میں تعمیری تدابیر، اور دوسروں کے ساتھ بہتر تعلق سازی میں تعمیریت کی حامل ہے بالفاظ دیگر موافقت سازی تعلقاتی خوبی پر زور دیتی ہے اور "کم آویزش زیادہ اطمینان" کے اصول پر صلح جوئی اور مصالحت کی داعی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موافقت ساز افراد دوسروں پر نگاہ پسندیدگی ڈالتے ہیں اور دوسرے لوگوں کے مابین انہیں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی بناء پر خوشی اور داخلی بہتری کا سازگاری سے گہرا تعلق ہے جبکہ خشم گیری، مخالفت بانی اور بالواسطہ ذہنی دباؤ سے بہت ہی کم ناٹھ ہے۔ نتیجتاً مسائل مطابقت (Adjustment Issues) سازگاروں کو بہت ہی کم لاحق ہوتے ہیں۔³

ماہرین نفسیات کی اکثریت نے سازگاری پر قلم زنی کی ہے اور مذکورہ تفصیلات میں سب کا اتفاق ہے تاہم بعض ماہرین نے بیان موافقت کے لیے کچھ مزید اسمائے صفات استعمال کیے جن کا بیان دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ لہذا فیست (Fiest) نے:

"نرم دل (Soft-hearted)، بآسانی مان جانے والا (Yielding)، قبول کنندہ (Acceptant) اور خوش فطرت (Good-natured) اور ناسازگار کے لیے شکی (Suspicious)، غیر دوستانہ (Unfriendly)، چڑاچڑایا تنگ مزاج (Irritable)، اور ناقد دیگران (Critical of other people) اسمائے صفات استعمال کیے ہیں"⁴

جبکہ میلٹبی (Maltby)، ڈے (Day) اور مکسکل (MacAskill) نے:

"سازگار کے لیے مددگار (Helpful) اور ہمدرد (Sympathetic) کا اور ناسازگار کے لیے معاندانہ (Antagonistic)، غیر مددگار (Unhelpful) اور شک پرستانہ (Sceptical) کا اضافہ کیا ہے۔"⁵

اسی طرح سے فریڈ من (Friedman) اور شسٹیک (Schustack) نے موافقت ساز کے لیے: ”گر مجوش (Warm) کا اور ناموافقت ساز کے لیے جھگڑالو (Quarrelsome) کے مزید الفاظ استعمال کیے ہیں۔“⁶

برگر (Burger) کے نزدیک:

“People who are high on the Agreeableness dimension are helpful, trusting, and sympathetic. Those on the other end tend to be antagonistic and skeptical. Agreeable people prefer cooperation over competition. In contrast, people low in Agreeableness like to fight for their interests and beliefs. Researchers find that people high in Agreeableness have more pleasant social interactions and fewer quarrelsome exchanges than those low on this dimension. They also are more willing to help those in need.”

”سازگار لوگ مسابقت پر تعاون کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ ناموافقت ساز افراد اپنے مفادات و عقائد کی خاطر لڑنا پسند کرتے ہیں۔ محققین کے مطابق ناسازگاروں کے برعکس سازگار لوگ خوشگوار معاشرتی تعاملات میں زیادہ مفید، آویزش آمیز تبادلات میں بہت کمتر، اور ضرور تمندوں کی مدد پر زیادہ تیار ہوتے ہیں۔“⁷

اسی منچروائٹن (Weiten) سوچتے ہیں:

”اعلیٰ درجے کی موافقت سازی کے حامل اشخاص ہمدرد، اعتبار گیر، متعاون، منکسر المزاج اور صاف گو ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ناسازگار لوگ شک مزاج، مخالفت آمیز اور جارحیت پسند ہوتے ہیں۔ لہذا موافقت سازی کا تعلق کشاکش کے سلجھاؤ میں تعمیری پہنچ سے ہے جو کہ موافقت طبع افراد کو کم جھگڑالو بنادیتی ہے۔ اسی طرح سے ہمدردی اور مددگار رویہ سے بھی سازگاری بہم مربوط ہے۔“⁸

موافقت سازی کے تفسیر میں کلاٹ نے بھی بڑے پتے کی بات کی ہے، لکھتے ہیں:

“Agreeableness is a tendency to be compassionate toward others. It implies a concern for the welfare of other people and is closely related to Adler’s concept of social interest. People high in agreeableness trust other people and expect other people to trust them. They are more likely than average to have stable marriages and stable employment. They are less likely than average to have prejudices. They recover better than average from an injury, partly because they have good social support.”

”دوسروں کی طرف درد مند ہونے کے رجحان کو سازگاری کہتے ہیں۔ اس میں بہبود دیگران کی فکر مضمر ہے اور بڑے گہرے انداز میں ایڈلر (Adler) کے نظریہ معاشرتی مفاد سے متعلق ہے۔ سازگاری کے اعلیٰ درجے پر فائز لوگ دوسروں پر اعتماد رکھتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ دوسرے بھی ان پر اعتماد رکھیں۔ اوسط کی نسبت ان کی شادیاں اور روزگار زیادہ مستحکم رہتے ہیں: اوسط کے بالمقابل ان میں تعصبات بہت کم ہوتے ہیں اور اوسط کے مقابلے میں ان کے زخم زیادہ جلدی بھرتے ہیں، کچھ اس لیے کہ انہیں خاطر خواہ سماجی حمایت اور سہارا حاصل ہوتا ہے۔“⁹

ڈوسو (Dusso) سازگاری کے مثبت سیاسی پہلوؤں پر فکر انگیز بحث کرتے ہوئے تحریر آرا ہیں:

“Agreeableness is inherently social and is aimed at developing and maintaining positive relationships while judging prosocial behavior more highly and antisocial behaviour more harshly than others. It is associated with the adjectives appreciative, forgiving, generous, kind, sympathetic, trusting, warm, modesty, straightforward, and altruistic. It also appears to rely heavily on conscious mental processes as it seeks to suppress selfish desires and negative affect. Political participation is, once again, one of the first areas in which scholars have tested the potential effects of agreeableness, producing mixed results”.

”سازگاری بذات خود ”معاشرتی“ ہے اور اس کا مقصد مثبت تعلقات کی نشوونما اور استتقرار ہے۔ اس کا تعلق قدر شناس، عفو پرور، فراخ دل، مہربان، ہمدرد، اعتبار گستر، گرمجوش، منکسر المزاج، صاف گو، اور ایثار پسند جیسے اسمائے صفات سے قائم کیا گیا ہے، شعوری ذہنی عملیہ پر سازگاری بکثرت انحصار کرتے دکھائی دیتی ہے کیونکہ وہ خود غرضانہ خواہشات اور منفی اثر کو دباننا چاہتی ہے۔ تاہم سیاسی میدان میں سازگاری کے سلسلے میں ملے جلے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔“¹⁰

طباطبائی یزدی نے نفسانی قوت افزائی پر عوامل خمسہ کی تاثیر کی وضاحت کرتے ہوئے موافقت سازی پر دیگر محققین سے اتفاق کرتے ہوئے چند مزید گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔ کہتے ہیں:

”سازگار ان اعلیٰ مہربان، اعتبار پرور، ایثار پیشہ، شائستہ، نیک خصلت، منکسر، مددگار، دیانتدار، غمگسار دیگران، نرم دل، اور بردبار ہوتے ہیں۔ جبکہ ناسازگار ان تشکیک شیوہ، مسابقت باز، لاپرواہ، تنقید شعار، اور معاندانہ ہوتے ہیں۔ دوسروں پر اعتماد کرنے کی صلاحیت اور استتقرار تعلقات یہ دونوں موافقت ساز افراد کے تصدیق کنندہ نشان ہیں۔ موافقت سازی درحقیقت ایک معاشرتی خاصہ ہے لہذا کسی شخص کے دوسروں سے باہمی تعلق اور بین الاشخاص نااطہ داری کے نشان دہندگان میں سازگاری نمایاں تعین کنندہ ہے۔ لہذا سازگار افراد قیام و استتقرار تعلقات میں بہترین افراد ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آویزش و کشاکش میں بہت ہی کم جارحیت پسند ہوتے ہیں یعنی کسی پر جارحیت کرتے ہیں نہ کسی کو جارحیت پر اکساتے ہیں۔“¹¹

موافقت سازی پر اس سیر حاصل بحث کے بعد اب ضروری ہے کہ میکے اور جون نے اس ضمن میں جو جدول دیا ہے اسے بھی پرکھا جائے تاکہ آئندہ فصول میں آنے والی بحث کی جامعیت کا بسولت اور اک ہو سکے۔ انہوں نے اپنے جدول میں موافقت سازی کی شناخت کے لیے جو بنیادی اور ذیلی اسمائے صفات ذکر کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں¹²:

ذیلی اسمائے صفات		بنیادی اسمائے صفات	
غیر ناقد و شک آفریں	Not critical, skeptical	قدر شناس، تحسین پرور	Appreciative
دوسروں سے درگزر اور	Behaves in	خطا پوش و عفو پرور	Forgiving

		giving way	معاف کرنے کا رویہ اختیار کرتا ہے
Generous	فراخدا	Sympathetic, considerate	ہمدرد، لحاظ باش
Kind	مہربان	Arouses liking	پسندیدگی انگیز
Sympathetic	ہمدرد و غمگسار	Warm, compassionate	گرمجوش، درد مند و مترحم
Trusting	اعتبار پیشہ	Basically trustful	بنیادی طور پر پر اعتماد

اور جو اسمائے مقیاسی (Scales) مقرر کیے گئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں: ¹³

SCALES	اسمائے مقیاسی / مقابلیں
Trust	اعتبار و اعتماد
Straightforwardness	صاف گوئی، راست روی
Altruism	ایثاریت
Compliance	فرمانبرداری، امتثال امر
Modesty	عجز و انکسار
Tender-mindedness	نرم دلی

میکرے اور جون کے مذکورہ بالا جدول میں دیے گئے اسمائے صفات اور مقابلیں کے باہمی تقابل کو سمجھنے کے لیے درج ذیل جدول کو نگاہ میں رکھنا ضروری ہے تاکہ مختلف تصورات و نظریات کی مکمل شناخت ہو سکے:

بنیادی اسمائے صفات	ذیلی اسمائے صفات	اسمائے مقیاسی / مقابلیں
قدر شناس، تحسین پرور	غیر ناقد و شک آفریں	اعتبار و اعتماد
خطا پوش و عفو پرور	دوسروں سے درگزر اور معاف کرنے کا رویہ اختیار کرتا ہے	صاف گوئی، راست روی
فراخدا	ہمدرد، لحاظ باش	ایثاریت
مہربان	پسندیدگی انگیز	فرمانبرداری، امتثال امر

ہمدرد و غمگسار	گرجوش، درد مند و مترحم	عجز و انکسار
اعتبار پیشہ	بنیادی طور پر پر اعتماد	نرم دلی

مذکورہ بالا جدول کے تیسرے خانے میں ذکر کردہ مقیاسات کے ساتھ بقیہ تمام اسمائے صفات مربوط ہیں لہذا مناسب یہی ہے کہ انہی مقایسے کو آئندہ صفحات میں تعلیمات نبوی ﷺ (قرآن و سنت) کے حوالے سے زیر بحث لایا جائے۔

اعتبار و اعتماد اور صاف گوئی و راست روی:

اعتبار و اعتماد (Trust) اور صاف گوئی و راست روی (Straightforwardness) دونوں موافقت سازی کی وہ جوانب ہیں ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں۔ اگر کسی دوسرے شخص پر اعتبار و اعتماد نہ ہوگا تو اس کی بابت صاف گوئی و راست روی کاروبار بھی نہیں اپنایا جاسکتا، اس لیے کہ خلوص گفتگو اور دیانتداری محال ہے جب تک ہم کلاموں میں باہم اعتبار و اعتماد کی فضا قائم نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ سازگار افراد کو یقین ہوتا ہے کہ اکثر لوگ بنیادی طور پر نیک نیت، دیانتدار اور لائق اعتماد ہیں۔ سازگار ان کو انسانی فطرت پر یقین محکم ہوتا ہے لہذا وہ دوسروں کی بابت عین بہتری کا تصور باندھتے ہیں۔ لہذا وہ مکار و دغا باز نہیں ہوتے بلکہ اگر چاہیں بھی تو کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ وہ اس بات سے نفرت کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں کوئی منافق ہونے کا گمان کرے۔ اس کے برعکس ناسازگار لوگ دوسروں کے ارادوں کی بابت کلیتہً پسند اور تشکیک پرست ہوتے ہیں وہ گمان کرتے ہیں کہ اگر وہ دوسروں کو کھلا چھوڑ دیں تو وہ ان سے خود استفادہ کریں گے۔ لہذا جب کوئی شخص ان سے کوئی بھلائی کرتا ہے تو وہ اسے شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ راست روی نہیں ہوتے بلکہ اپنے مفادات کے حصول کے لیے دوسروں کا استحصال کرنے سے نہیں گھبراتے اور بعض اوقات دھوکہ دے کر دوسروں سے اپنا کام نکلوا لیتے ہیں۔ ان کے خیال میں کاروبار میں مکمل طور پر دیانتداری کو اپنالینا برا طریق ہے، اور اس پر طرہ یہ کہ وہ اپنی اس ہوشمندی پر فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کا کامیابی سے استعمال کیا ہے۔¹⁴

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دو طرفہ اعتبار و اعتماد اور صاف گوئی و راست روی زندگی کے تمام معاملات کو نبھانے کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ قرآن مجید نے بار بار راست بازی، درست گوئی، اور صدق کا نہ صرف حکم دیا ہے بلکہ صدیقین کی مثلہ بھی ارشاد فرمائی ہیں۔ درج ذیل آیات اس کی شاہد ہیں:

”یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین“¹⁵

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔“

مزید ارشاد باری ہے:

”والذی جاء بالصدق وصدق به أولئك هم المتقون“¹⁶

”اور جو سچے دین کو لائے اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پارسا ہیں۔“

حضرت ابراہیم علیہم السلام کے صدق کو بیان کرتے ہوئے اللہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صَدِيقًا نَبِيًّا“¹⁷

اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کر، بیشک وہ بڑی سچائی والے پیغمبر تھے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہوئے اس سے کبھی جانے والی بات کا اسے امین قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”عندما يخبر المرء (شيئا لآخر) ويصر على إبقائه سرا ، فهو أمانة.“¹⁸

جب کوئی شخص (کسی دوسرے کو) کوئی بات بتاتا ہے اور اسے راز رکھنے کی تاکید کرتا تو پھر وہ (بات) امانت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں خوبیوں کو اپنانے پر زور دیا ہے لیکن اندھا اعتماد اور بے محل صاف گوئی و راست روی سے متنبہ بھی کیا ہے تاکہ انسان کا رویہ کبھی بھی بے اعتمادی کا شکار نہ ہو۔ بلکہ واضح طور پر فرمان رسول ﷺ ہے کہ:

”لا يلدغ المؤمن من جحر واحد مرتين“¹⁹

مؤمن ایک ہی سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا

اس انتباہ کے بعد حضور ﷺ نے راست گوئی اور کذب بیانی کا معاشرتی و اجتماعی، قومی و بین الاقوامی، اور ظاہری و باطنی سطح پر باہم مقابلہ کرتے ہوئے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت مندرجہ ذیل پیارے انداز میں فرمائی ہے:

”عليكم بالصدق فإن الصدق يهدي إلى البر وإن البر يهدي إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتبه عند الله صديقا. وإياكم والكذب فإن الكذب يهدي إلى الفجور وإن الفجور يهدي إلى النار وما يزال الرجل يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتبه عند الله كذابا . متفق عليه. وفي رواية مسلم قال: «إن الصدق يبر وإن البر يهدي إلى الجنة. وإن الكذب فجور وإن الفجور يهدي إلى النار»۔“²⁰

”سچ کو لازم کر لو کیونکہ سچ نیکی کی طرف ہدایت دیتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور انسان سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کا ہی متلاشی رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے دور رہو کہ جھوٹ بد کرداری کی طرف لے جاتا ہے اور یہ بد کرداری جہنم کی طرف دھکیل دیتی ہے اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک مسلم جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے (متفق علیہ) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا سچائی بھلائی ہے اور بھلائی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور جھوٹ بد کاری ہے اور بد کاری جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔“

درج بالا حدیث میں نبی کریم ﷺ نے سچائی اور راست گوئی کو ہی دنیوی اور اخروی سطح پر جنت کا راستہ بتلایا ہے اور اس کے مخالف یعنی جھوٹ کو دوزخ کا راستہ بتلایا ہے۔

معاشرتی سطح پر ناسازگار لوگ اکثر اوقات دوسرے افراد معاشرہ کا استحصال کرنے کے لیے ان کی جھوٹی تعریف بھی کرتے ہیں۔ حضور

سید المرسلین ﷺ نے اس عادت بد کی بڑی صراحت کے ساتھ مذمت اس طریق سے فرمائی ہے کہ ایسے کذاب مدحت سراؤں کا دنیا و آخرت میں جو انجام ہو گا اس کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التَّرَابَ“²¹

جب تم منہ پر تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

یہاں مداحین سے مراد جو خوشامد کے لیے لوگوں کے منہ پر تعریفیں کرتے ہیں بلکہ اس سے اپنے پیٹ پالتے ہیں، جھوٹی تعریفیں کر کے سامنے والے کو خوش کرتے ہیں جو کسی نیک شخص کی سچی تعریف کرے جس سے اس کو اور زیادہ نیکی کی رغبت ہو وہ اس میں داخل نہیں اس لیے مداحین صیغہ مبالغہ ارشاد ہو یعنی تعریفیں کرنے کا عادی اس کا پیشہ ور۔

ایثاریت اور امتثال امر و فرمانبرداری:

ایثاریت (Altruism) اور امتثال امر و فرمانبرداری (Compliance) دونوں باہم لازم و ملزوم ہونے کے ساتھ ساتھ موافقت شعار آدمی کے دو اہم پہلوؤں کی ترجمانی کرتی ہیں۔ جذبہ ایثار و قربانی کے بغیر زندگی امیرن ہو جاتی ہے کیونکہ امتثال امر و فرمانبرداری کا اولین تقاضا ہی جذبہ ایثار ہے۔ لہذا اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کا فقدان ہو زندگی میں لاقانونیت پھیل جائے گی اور مقاصد شریعت ناکام ہو جائیں گے۔ اسی احتیاج کے تحت موافقت شعار انسان خوش اخلاق، فکر مند اور لحاظ دار ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو فیاض متصور کرتے ہیں اور ماورائے معمول جا کر دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔ اسی طرح سے وہ مسابقت بازی کی بجائے دوسروں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ وجہ طیش کے باوصف اپنے غصے کا اظہار نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی ان کی توہین بھی کر دے تو وہ صرف عفو و درگزر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے برعکس ناسازگار لوگ خود غرض، خود پرست، سرد مہر اور حساب گستر ہوتے ہیں اس لیے وہ فیاضی میں معروف نہیں ہوتے۔ وہ ضدی، ہٹ دھرم اور اپنی ضرورت پر کاٹ دار اور تلخ ہوتے ہیں۔ اپنی نفرت دیگران کا برملا اظہار کرتے ہیں لہذا اگر کوئی ان سے لڑ پڑے تو وہ جواباً لڑنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں، اپنے اہل خانہ اور ہمکاروں کے ساتھ عموماً بحث و تکرار میں پڑے رہتے ہیں۔²²

بلاشبک و شبہ قرآن و سنت انسانوں میں اخلاق حسنہ اور آداب عالیہ پیدا کرنے کے متمنی ہیں اور انہی اخلاق حسنہ میں سے ایثاریت اور امتثال امر ہے۔ اس لیے متعدد آیات و احادیث کا زور انسان کے اسی پہلو پر ہے۔ ایثاریت کی بابت قرآن پاک نے ایک بہترین اصول مرتب کیا ہے:

”وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ“²³

اور وہ خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود شدید محتاجی میں پھنسے ہوئے ہوں

درج بالا آیت کے شان نزول کے متعلق روایات کچھ یوں ہیں:

”ایک روز ایک شخص بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ عرض کرتا ہے کہ بھوکا ہوں، حضور ﷺ نے ازواج مطہرات سے دریافت فرمایا مگر کچھ کھانے کو نہیں تھا، صحابہ کرام کو فرمایا کوئی ہے جو اس کی مہمان نوازی کرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ٹھہرے۔ انصار میں سے ایک

شخص عرض کرتا ہے کہ یہ سعادت میں حاصل کروں گا، مہمان کو گھر لے جاتے ہیں۔ اپنی بیوی سے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے، اس کی مہمان داری میں کوئی کمی نہ رہے۔ بیوی بولی کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا کچھ نہیں انصار نے کہا بچوں کو بہلا کر سلا دو، اور جب کھانا مہمان کے آگے رکھ دیں تو چراغ کو درست کرنے کے بہانے بجا دینا تاکہ مہمان سمجھے کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ نیک شعار بیوی نے ایسا ہی کیا اور مہمان نے اس طرح پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔ مگر انصاری اور اس کی بیوی رات کو خالی پیٹ سو گئے، صبح وہ صحابی حضور ﷺ کی باگاہ میں حاضر ہوئے تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا فلاں شخص اور اس کی بیوی نے رات جو کام (مہمان نوازی) کیا اس تعالیٰ کو وہ بہت پسند آیا ہے۔“²⁴

یہ تھا تعلیمات نبوی ﷺ کا فیضان، نبی رحمت ﷺ نے ایسا درس ایثار عطا فرمایا کہ وہی لوگ جو کبھی گھوڑوں کو پہلے پانی پلانے پر مرنے مارنے پر اتر آتے تھے وہی نفوس جب تعلیمات نبویہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں تو حالت جنگ میں ان کا اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دینا دیدنی ہوتا ہے۔

”جنگ یرموک میں جب اسلام کو فتح نصیب ہوئی تو لوگ زخیبوں کو پانی پلانے کے لیے مشکیزے لے کر پہنچ گئے۔ ایک جگہ عکرمہ رضی اللہ عنہ زخموں سے چور پڑے ہوئے تھے پانی کا پیالہ ان کی طرف بڑھایا گیا۔ اسی اثنا میں العطش العطش کی آواز بلند ہوتی ہے۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے چھوڑو، اسے پلاؤ: پانی پلانے والا اس کے پاس جاتا ہے، تو وہ جام شہادت نوش کر چکا ہوتا ہے، پانی پلانے والا جلدی سے واپس پلٹا ہے مگر دوسرا بھی شہادت سے اپنی بیاس بچھا چکا ہوتا ہے۔ پانی پلانے والا جلدی سے عکرمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آتا ہے مگر وہ بھی جنت سدھار چکے ہوتے ہیں۔“²⁵

ایثار کے ساتھ ملزوم چیز یعنی اطاعت اور فرمانبرداری کی اگر بات کریں تو قرآن کریم میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور اس کے ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ اس کے رسول ﷺ کی بھی اطاعت کریں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں ہمارے مستقل مطاع ہیں۔ اس لیے ہم پر جس طرح اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ضروری ہے اسی طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی بجا آوری بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں بہت سے کاموں کا حکم دیا ہے، ان کے ساتھ جناب نبی اکرم ﷺ نے بھی ہمیں بہت سے احکام دیے ہیں۔ چنانچہ دین اللہ و رسول ﷺ دونوں کے احکام کی پیروی کا نام ہے اور جب تک دونوں کی اطاعت نہیں ہوگی، دین مکمل نہیں ہوگا۔

معاشرے میں امن و امان کی فضا کو قائم رکھنے کے لیے مسلمان معاشرے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم ہی نہیں بلکہ ایک زندہ معاشرے کے نیک خوگر حکمران کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے بعد ”اولی الامر“ کی اطاعت کا معاملہ آتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

”يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولى الامر منكم فان تنازعتم في شئ فردوه الى الله و الرسول ان كنتم

تؤمنون بالله و اليوم الآخر“ 26

”اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور والیان امر کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر باہم جھگڑو کسی چیز میں تو اس کو لوٹاؤ اللہ اور رسول کی طرف اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور آخرت کے دن پر۔“

تعلیمات نبویہ میں اطاعت و فرمانبرداری کتنی اہمیت کی حامل ہے اور ایک مسلمان کو کس قدر اطاعت شعار ہونا چاہیے۔ اس کی اہمیت درج ذیل حدیث مبارکہ سے اظہر من الشمس ہے۔

”كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أبي، قالوا: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومن أبي؟ قال صلى الله عليه وسلم من أطاعني دخل الجنة، ومن عصاني فقد أبي.“ 27

"ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا" صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ: "جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا"۔

عجز و انکسار اور نرم دلی:

عجز و انکسار (Modesty) اور نرم دلی / گداز قلبی (Tendermindedness) کا آپس میں گہرا تعلق ہے بلکہ یہ کہنا بے محل نہ ہو گا کہ ان میں سے اگر ایک نہ ہو تو دوسری بھی بالکل مفقود ہوگی کیونکہ دونوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عجز و انکسار صرف قلب گداز میں ہی پیدا ہو سکتا ہے اور گداز قلبی صرف عاجز و منکسر کا زیور ہو سکتی ہے۔ موافقت سازی ان دونوں اوصاف کو اپنے دامن مفہوم میں سمیٹے ہوئے ہے یہی وجہ ہے:

“Individuals believe that most people are basically well intentioned, honest, and trustworthy. They are not crafty or sly, and could not deceive anyone even if they wanted to. They try to be courteous, thoughtful, and considerate. Most people they know like them. They would rather cooperate with others than compete with them. They try to be humble and would rather not talk about themselves and their achievements. They believe that all human beings are worthy of respect and we can never do too much for the poor and elderly.”

سازگار لوگ اس قدر متواضع ہوتے ہیں کہ اپنی بابت گفتگو کرتے ہیں نہ ہی اپنے کارناموں پر اترتے ہیں بلکہ اپنی تعریف سننے کی بجائے دوسروں کی تعریف کرنا پسند کرتے ہیں کیونکہ وہ کسی بھی حالت میں خود کو دوسروں سے بہتر نہیں سمجھتے۔ اسی بناء پر وہ تمام لوگوں کی یکساں عزت و توقیر پر یقین رکھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ وہ غرباء، محتاجوں اور بڑوں کی جتنی بھی خدمت کریں کم ہے بلکہ اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔ ان کے نزدیک معاشی ملحوظات پر انسانی ضروریات ہمیشہ قابل ترجیح ہیں۔ لہذا وہ خود سے کم خوش قسمت لوگوں کے لیے جذبہ ترحم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ حضرات جو موافقت شعار نہیں ہوتے ہیں اپنی ذہانت اور کارناموں پر شینیاں بگھارنے میں کوئی شرم محسوس

نہیں کرتے: انہیں اس بات کا احساس رہتا ہے کہ وہ دوسروں سے بہتر ہیں بلکہ اپنے بارے میں وہ بڑی اعلیٰ رائے رکھتے ہیں۔ اپنے اسی تکبر کی وجہ سے وہ غیر لچکدار اور سخت دل ہوتے ہیں۔²⁸

مذکورہ بالا بحث سے عیاں ہے کہ عجز و انکسار، تواضع، نرم دلی اور گداز قلبی انسانی عظمت کی اعلیٰ علامات ہیں اور شخصی کردار سازی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ انسان بنیادی طور پر کسی بھی حالت یا حال میں ہو جب تک ان اخلاق کریمہ سے مزین نہ ہو گا شان و عظمت کا کوئی زینہ بھی طے نہیں کر سکتا۔ اسی فطری احتیاج کی وجہ سے قرآن و سنت میں ان خصائص سے آراستہ ہونے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں عاجزی و انکساری کے حوالے سے بارہا حکم موجود ہے۔ جیسا کہ سورۃ لقمان میں اللہ کا ارشاد ہے:

”ولا تصعر خدك للناس ولا تمش في الارض مرحا ان الله لا يحب كل مختال فخور۔“²⁹

”اور لوگوں سے اپنا رخ نہ پھیر اور زمین پر اتر کر نہ چل، بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔“
مذکورہ بالا آیت میں اپنا منہ لوگوں سے نہ موڑا نہیں حقیر سمجھ کر یا اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر لوگوں سے تکبر نہ کر۔ بلکہ نرمی برت خوش خلقی سے پیش آ۔ خند و پیشانی سے بات کرنے کا حکم ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ولو أن تلقى أخاك ووجهك إليه منبسط ، وإياك وإسبال الإزار فلأخا من المخيلة ، والمخيلة لا يحبها الله“³⁰

کسی مسلمان بھائی سے تو کشادہ پیشانی سے ہنس مکھ ہو کر ملے یہ بھی تیری بڑی نیکی ہے۔ تہیند اور پاجامے کو ٹخنے سے نیچا نہ کر یہ تکبر و غرور ہے اور تکبر اور غرور اللہ کو ناپسند ہے۔

دوسری جگہ اللہ نے سورۃ الاسراء میں تکبر کی ممانعت اور عاجزی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”ولا تمش في الأرض مرحا إنك لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طولا“³¹

”اکڑ کر زمین پر نہ چلو نہ تو تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتے ہو۔“

مذکورہ بالا آیت کے ضمن میں ہی حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

”ثابت بن قیس بن شماس قال : ذكر الكبر عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فشدد فيه ، فقال : " إن الله لا يحب كل مختال فخور " . فقال رجل من القوم : والله يا رسول الله إني لأغسل ثيابي فيعجبني بياضها ، ويعجبني شراك نعلي ، وعلاقة سوطي ، فقال : " ليس ذلك الكبر ، إنما الكبر أن تسفه الحق وتغبط الناس“³²

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مرتبہ کبر کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی مذمت فرمائی، لہذا فرمایا: بلا شک و شبہ اللہ تعالیٰ خود پسند و مغرور لوگوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اس پر لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کپڑے دھوتا ہوں تو مجھے ان کی سفیدی (صفائی، ستھرائی) پسند آتی ہے: مجھے اپنے جوتے کا تمہ اور اپنے کوڑے کا غلاف خوبصورت اور پیارا لگتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کبر نہیں ہے۔ کبر یہ ہے کہ تو حق کو حقیر سمجھے اور لوگوں کو ذلیل خیال کرے۔“

عاجزی کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

لوگوں کی طبیعتوں اور ان کے مقام و مرتبے کے اعتبار سے ان کے لئے نرمی کا پہلو اختیار کرنا اور اپنے آپ کو حقیر و کمتر اور چھوٹا خیال کرنا عاجزی و انکساری کہلاتا ہے۔³³

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے:

”ان الله اوحى الي ان تواضعوا حتى لا يفخر احد على احد“³⁴

”یعنی اللہ پاک نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ تواضع (عاجزی) اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی بھی دوسرے پر فخر نہ کرے۔“

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

”یعنی عجز و انکسار اختیار کرو تا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر تکبر نہ کرے نہ مال میں نہ نسب و خاندان میں نہ عزت یا جتھہ (طاقت) کسی پر فخر اور ظلم و زیادتی کرنا تکبر کے نتیجے میں ہوتا ہے نیز متکبر اپنے آپ کو ہر ایک سے برتر سمجھتا ہے اور کسی کے تابع ہونے کو قبول نہیں کرتا۔“³⁵

عجز و انکساری کے ساتھ ملزوم دوسری چیز نرم خوئی و نرم دلی ہے۔ نرم دلی یا نرم خوئی کی اہمیت جس طرح سونا نرم ہو کر زیور، لوہا نرم ہو کر ہتھیار اور مٹی نرم ہو کر کھیتوں کے لہلہانے کا سبب بنتی ہے اسی طرح اسلامی تعلیمات کے مطابق کی جانے والی ”نرمی“ ایسی خوبی ہے جس کی بدولت انسانی رویے میں رحمت، شفقت، شائستگی، مہربانی، آسانی، عفو و درگزر اور بردباری جیسے خوشبودار پھول کھلتے ہیں جبکہ ”بے جانتی“ سے انسان کی طبیعت میں بے رحمی، سنگ دلی، ظلم اور زیادتی کے کانٹے اگتے ہیں۔ حقیقی نرمی دل کا نرم ہونا ہے۔ جب بندہ مؤمن کا قلب نرم ہوتا ہے تو اسے اللہ کا قرب ملتا ہے جس کی برکت سے وہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں پاتا ہے۔ قرآن پاک میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دل کی نرمی کو اپنی رحمت قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

”فبما رحمة من الله لنت لهم“³⁶

”پس اے حبیب! محض اللہ کی عظیم رحمت کے سبب آپ نے ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا“³⁷

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں حضرت امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

’ قال : أخذ بيدي أبو أمانة الباهلي وقال : أخذ بيدي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : " يا أبا أمانة ، إن من المؤمنين من يلين لي قلبه “³⁸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے ابو امامہ! بعض مومن وہ ہیں جن کے لیے میرا دل تڑپ اٹھتا

ہے،

سیرت نبوی ﷺ کے گوشوں کو اجاگر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

”لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم“³⁹

تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے جس پر تمہاری مشقت گراں گزرتی ہے جو تمہاری بھلائی کے حریص ہیں جو مومنوں پر شفقت اور رحم کرنے والے ہیں۔

مزید حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد روایت کرتے ہیں:

”عن جریر ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: " من یحرم الرفق یحرم الخیر۔“⁴⁰

”کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو نرم خوئی سے محروم ہے وہ خیر سے بھی محروم ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث بھی اس بات پر دال ہے کہ انسان کی بہترین صفات میں سے ایک اعلیٰ صفت نرم خوئی کی صفت ہے۔ جس کو اپنا کر انسان اپنی نفسیات میں واقع ہونے والی خلل کو نہ صرف قابو پایا جاسکتا ہے بلکہ اس معاشرے میں امن کا بول بالا بھی کیا جاسکتا ہے۔

نتائج تحقیق:

بعد از تحقیق درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. نفسیات کے بڑے پانچ عوامل میں سے ایک عامل موافقت سازی ہے۔
2. موافقت سازی کا تعلق معاشرے میں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہے۔
3. اعتماد، اعتبار موافقت سازی کے ساتھ لازم چیزیں ہیں۔
4. راست گوئی، دیانت داری، ایثار موافقت سازی کا اہم خاصہ ہے۔
5. تعلیمات نبوی ﷺ میں موافقت سازی کے تمام تراصول صرف قولی نہج پر نہیں بلکہ عملی شکل میں موجود ہیں، جو کہ ہمارے لیے نہ صرف مشعل راہ ہے بلکہ دنیاوی و اخروی زندگی میں کامیابی کی ضمانت بھی ہے۔
6. عصر حاضر کے جتنے بھی نفسیاتی مسائل ہیں ان سب کا مفصل حل تعلیمات نبویہ میں موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تعلیمات کو معاشرے میں عملی طور پر عام کیا جائے۔
7. دور جدید میں انسانیت کو انفرادی و اجتماعی، قومی و بین الاقوامی، معاشی و معاشرتی، تہذیبی و تمدنی، اخلاقی و نفسیاتی مسائل درپیش ہیں۔ ان کے حل کی احتیاج صرف اور صرف نباض کائنات نبی کون و مکاں ﷺ کے فرامین عالیشان اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے پر ہے۔

References

1. Sheese, Brad E. & Graziano, William G., "Agreeableness" in Encyclopedia of Applied Psychology, ed. Spielberger, 1:117
2. Ibid. 117—118
3. Ibid. 118—119
4. Fiest, Jess & Fiest, Gregory J., Theories of Personality 7th ed. (USA: McGraw-Hill, 2008), 429
5. Maltby, John, Day, Liz & MacAskill, Ann, Personality, Individual Differences and Intelligence 2nd

- Ed. (England: Pearson Education Limited, 2010), 172
6. Friedman, Howard S. & Schustack, Miriam W., Personality Classic Theories and Modern Research 6th Ed. ((USA: Pearson Education, Inc. 2016), 187
7. Burger, Jerry M., Personality 8th ed. (USA: WORDSWORTH CENGAGE Learning 2011), 161
8. Weiten, Wayne, Psychology: Themes and Variations, 9th ed. (USA: WORDSWORTH CENGAGE Learning 2013), 478
9. Kalat, Introduction to Psychology 11th Ed., 465
10. Dusso, Personality and the Challenges of Democratic Governance, 30
11. Tabatabaei Yazdi, The Effect Of Big-Five Personality Traits, 81
12. McCrae & John, An Introduction to the Five-Factor Model, p.178
13. Ibid.
14. Weiner & Greene, Handbook of Personality Assessment, 332
15. Al Toba, 119
16. Al Zumm, 33
17. Maryam, 41
18. Al. Bukhari. Abu Abdullah Muhammad Bin Ismaeel , Sahee Bukhari, (Beruat: Dare Al Turass Al Arabi 1400H) 4:115, Al Raqum 5123
19. Al. Bukhari. Abu Abdullah Muhammad Bin Ismaeel , Sahee Bukhari, (Beruat: Dare Al Turass Al Arabi 1400H) 4:115, Al Raqum 6133
20. Al. Bukhari. Abu Abdullah Muhammad Bin Ismaeel , Sahee Bukhari, (Beruat: Dare Al Turass Al Arabi 1400H) 4:115, Al Raqum 6094
21. Al Kusheri, Muslam bim Hujjaj, AL Sahee Al Muslam (Beruat, Dare Ihya Al Turass Al Arabi 1998, Ruqm ul bab 7, Hadith 3002
22. Weiner & Greene, Handbook of Personality Assessment, 332
23. Al quran : Al Hashar :8
24. Ibn-e-Kaseer, Amadud deen, Tafseer Ibne Kaseer, Mutrujjam Molana Ahmad jona Gahrri, J5, Lahore Fiqh ul Hadith publications , 2004, p 567
25. Ibid
26. Al Nisa: 59
27. Al. Bukhari. Abu Abdullah Muhammad Bin Ismaeel , Sahee Bukhari, (Beruat: Dare Al Turass Al Arabi 1400H) 4:115, Al Raqum 7280
28. Weiner & Greene, Handbook of Personality Assessment, 332—333
29. Luqman:18
30. Al Kusheri, Muslam bim Hujjaj, AL Sahee Al Muslam (Beruat, Dare Ihya Al Turass Al Arabi 1998, Ruqm ul bab 7, Hadith 2626
31. Al Isra:37
32. Al Shami, Suliman bin Ahmad, Al mujum Al Kabeer, J2, Al kahirah, Maktaba ibne temya, 1994, p235
33. Al manavi, Abdul Ruaf, Faiz ul qadeer, Sharah al jame al sager men ahadees al basher al Nazeer, J3, Ejuht, Dar Al Kuttab al ilmia, 2018, p367
34. Al Kusheri, Muslam bim Hujjaj, AL Sahee Al Muslam (Beruat, Dare Ihya Al Turass Al Arabi 1998, Ruqm ul bab 7, Hadith 210

35. Naeemi, Ahmad yaar khan, merat ul manjee Sharah Mashqat ul Masabeeh, J3, Karachi, Maktaba Fizane Madina, 2004, P, 123.
36. Al Imran: 159
37. Sharaf qadree, Allama Muhammad Abdul Hakeem Anwar ul Quran Fe Turjam maaneulquran (Lahore: Maktaba Qadria, Data Gunj Buksh road 2014), P127
38. Ahmad bin Hunbal, Musnad Imam Ahmad bin Hanbal, J2, Lahore: Maktaba Rahmania, 2008, P205
39. Al Toba: 128
40. Al Kusheri, Muslam bim Hujjaj, AL Sahee Al Muslam (Beruat, Dare Ihya Al Turass Al Arabi 1998, Ruqm ul bab 7, Hadith 10